لارڈ بشپ لیفرائیکا انتقال

(گذشتہ سے پیوستہ)

کہ وہ ایک بڑا مقدس انسان تھا کیا وجہ کہ ہم یہ نہ کہیں کہ اس لئے نہیں توڑا کہ دن کا وقت تھا پچاس محافظ باغ میں موجود تھے۔ اگر توڑتا تو پکڑا جاتا مار کھاتا بے عزت ہوتا۔ اس قسم کی نبیوں کی تعریف کرنا اور بار بار معصومیت پیش کرنا اور دیکھنا کہ انہوں نے ارتکاب جرائم نہیں کیا سخت مکروہ اور ترک ادب ہے۔ ہاں ہزاروں صفات فاضلہ کی ضمن میں اگر یہ بھی بیان ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر صرف اتنی ہی بات کہ اس نبی نے کبھی کسی بچے کا دو چار آنہ کی طمع کیلئے گلا نہیں گھونٹا۔ یا کسی اور کمینہ بدی کا مرتکب نہیں ہوا یہ بلاشبہ ہجو ہے۔ یہ ان لوگوں کے خیال میں جنہوں نے انسان کی حقیقی نیکی اور حقیقی کمال میں کبھی غور نہیں کیا۔ جس شخص کا نام ہم انسان کامل رکھتے ہیں۔ ہمیں نہیں چاہیے کہ محض ترک شر کے پہلو اوسکی بزرگی کا وزن کریں۔ کیونکہ اس وزن سے اگر کچھ ثابت ہو تو صرف یہ ہوگا کہ ایسا انسان بدمعاشوں کے گروہ میں سے نہیں ہے معمولی بھلے مانسوں میں سے ہے کیونکہ جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے محض شرارت سے باز رہنا کوئی اعلیٰ خوبیوں کی بات نہیں۔ ایسا تو کبھی سانپ بھی کرتا ہے کہ آگے سے خاموش گذر جاتا ہے اور حملہ نہیں کرتا۔ اور کبھی بھیڑیا بھی سامنے سے سرنگوں گذر جاتا ہے۔ ہزاروں بچے ایسی حالت میں مر جاتے ہیں اور کوئی ضرر بھی کسی انسان کو انہوں نے نہیں پہونچایا۔ بلکہ انسان کامل کی شناخت کیلئے کسب خیر کا پہلو دیکھنا چاہیئے۔ یعنی یہ کہ کیا کیا حقیقی نیکیاں اس سے ظہور میں آئیں اور کیا کیا حقیقی کمالات اس کے دل اور دماغ اور کانشنس میں موجود ہیں اور کیا کیا صفات کاملہ اسکے اندر موجود ہیں۔

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر و پبلشر کے شائع ہوا۔

سو وہ یہی امر ہے جس کو پیش نظر رکھکر حضرت مسیح کے ذاتی کمالات اور انواع خیرات اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور خیرات کو ہر ایک پہلو سے جانچنا چاہیئے۔ مثلاً سخاوت۔ قوت مواسات حقیقی حلم جس کے لئے قدرت سخت گوئی شرط ہے حقیقی عفو جس کے قدرت انتقام شرط ہے حقیقی شجاعت جس کے لئے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ شرط ہے حقیقی عدل جس کے لئے قدرت ظلم شرط ہے حقیقی رحم جس کے لئے قدرت سزا شرط ہے اور اعلیٰ درجہ کی زیرکی اور اعلیٰ درجہ کا حافظہ اور اعلیٰ درجہ کی فیض رسانی اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور اعلیٰ درجہ کا احسان جن کے لئے نمونے اور نظیریں شرط ہیں۔ پس اس قسم کی صفات فاضلہ میں مقابلہ اور موازنہ ہونا چاہیئے نہ صرف ترک شر میں جس کا بشپ صاحب معصومیت نام رکھتے ہیں۔ کیونکہ نبیوں کی یہ نسبت خیال کرنا بھی گناہ ہے کہ انہوں نے چوری ڈاکہ وغیرہ کا موقعہ پاکر اپنے تئیں بچایا یا یہ جرایم ان پر ثابت نہ ہو سکے بلکہ حضرت مسیح کا یہ فرمانا کہ "مجھے نیک مت کہو" یہ ایک ایسی وصیت تھی جس پر پادری صاحبوں کو عمل کرنا چاہیئے تھا۔

اگر بشپ صاحب تحقیق حق کے درحقیقت شایق ہیں تو اس مضمون کا اشتہار دیدیں کہ ہم مسلمانوں سے اس طریق سے بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالات ایمانی و اخلاقی و برکاتی و تاثیراتی و قولی و فعلی و ایمانی و عرفانی و علمی و تقدسی اور طریق معاشرت کے رو سے کون نبی افضل و اعلیٰ ہے اگر وہ کریں اور کوئی تاریخ مقرر کر کے ہمیں اطلاع دیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہم میں سے کوئی شخص تاریخ مقررہ پر ضرور جلسہ قرار دادہ پر حاضر ہو جائیگا۔ ورنہ یہ طریق محض ایک دھوکہ دینے کی راہ ہے جس کا یہی جواب کافی ہے اور اگر وہ قبول کریں تو یہ شرط ضروری ہوگی کہ ہمیں پانچ گھنٹہ سے کم وقت نہ دیا جاوے۔ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

راقم خاکسار مرزا غلام احمد (مسیح موعود) از قادیان

جب بشپ صاحب نے حضرت کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا تب حضرت مسیح موعود نے ایک مجلس سفر فرمائی اور ایک خط اس مجلس کی طرف حضرت نے لکھکر ارسال فرمایا۔

وہ خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جناب فضیلت مآب رائٹ ریورنڈ جارج لیفرائے ڈی ڈی بشپ صاحب لاہور

بعد آداب نیاز مندانہ بکمال ادب خدمت عالی میں یہ گذارش ہے کہ چونکہ یہ مختصر زندگی دنیا کی بہت جلد اپنے دورہ کو پورا کر رہی ہے اور عنقریب وہ زمانہ آتا ہے کہ ہمارے وجود کا نام و نشان بھی نہ ہوگا۔ اس لئے ہم لوگوں کے دلوں میں یہ غم دامنگیر ہے کہ کسی طرح راست روی اور سچی خوشحالی کے ساتھ یہ سفر انجام پذیر ہو اور اس مذہب پر خاتمہ ہو جو درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے اور اگر ہم حق پر نہیں ہیں۔ تو ہمارے دل اس سچائی کے قبول کرنے کے لئے طیار ہیں جو روشن دلیلوں کے ساتھ پیش کیجائے اور اگر کوئی بزرگ میدان میں نکر عیسائی مذہب کی حقانیت ہم پر ثابت کرے تو اس احسان سے بڑھکر ہمارے نزدیک کوئی احسان نہیں ہوگا۔ اس تحقیق کے لئے ہمارا دل دردمند ہے اور ہم دلی شوق سے چاہتے ہیں کہ اسلام اور عیسائی مذہب کا ایک مقابلہ ہو کر ہم اس رسول صادق کے آستانہ پر اپنا سر رکھیں جو پاکیزگی اور خوبی اور الٰہی طاقت اور اخلاقی کمالات میں تمام

نوع انسان سے سبقت لیجانے والا ثابت ہو جائے اور اس دن سے جو آپ نے بمقام لاہور اس مضمون پر تقریر کی تھی معصوم اور زندہ رسول کون ہے ہمارے دل بول اٹھے کہ اس ملک میں آپ ہی ایک ہیں جو عیسائی مذہب میں جلیل القدر فاضل ہیں۔ تب سے ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اس کام کے لئے عیسائی صاحبوں میں سے بہتر اور کوئی نہیں ملیگا۔ کیونکہ آپ کے معلومات بہت وسیع معلوم ہوتے ہیں اور آپ عربی اور فارسی اور اردو میں عمدہ دخل رکھتے ہیں آپکے اخلاق بھی بہت پسندیدہ اور بزرگانہ ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کے اہل علم کی طرف سے جو ہم نے نظر کی تو ہماری رائے میں اس کام کے لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے برابر اور کوئی نہیں جو مسیح موعود ہونے کا نہ صرف دعویٰ کرتے ہیں بلکہ بہت سے قطعی دلایل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنکو دنیا میں آنیکا انجیل اور قرآن میں وعدہ ہے جس کو دنیا کے مختلف حصوں میں قریباً بتیس ہزار لوگوں نے قبول اور تسلیم کر لیا ہے غرض اس وقت پنجاب اور ہندوستان کے تمام فاضل اور اہل علم عیسائیوں میں سے آپکا وجود از بس غنیمت ہے اور مسلمانوں میں سے مرزا صاحب موصوف ہیں جو خدا کے انتخاب کردہ اور مسیح ہیں ہماری خوش قسمتی ہے کہ ایسا عمدہ موقع ہمیں پیش آگیا ہے کہ ایک طرف تو آپ موجود ہیں اور دوسری طرف وہ جو خدا کا مسیح کہلاتا ہے۔

اسی بنا پر ہم لوگوں کی طرف سے جن کے نام نیچے لکھے ہیں یہ درخواست ہے کہ چند مختلف فیہ مسائل میں آپ اور جناب مسیح موعود موصوف باہم مباحثہ کریں اور حضرت مسیح موعود اس بات کو قبول فرماتے ہیں کہ پانچ مسایل میں باہم تحریری بحث ہو جائے اور وہ یہ ہے:۔

(۱) ان دونوں نبیوں یعنے حضرت مسیح علیہ السلام اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی نبی کی نسبت اس کی کتاب کی رو سے اور نیز دوسرے دلایل سے ثابت ہے کہ وہ کامل طور پر معصوم ہے۔

(۲) دونوں بزرگوار نبیوں علیہم السلام میں سے کون سا وہ نبی ہے جس کو اس کی کتاب وغیرہ دلایل کی رو سے زندہ رسول کہہ سکتے ہیں جو الہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے

(۳) ان دونوں بزرگوار نبیوں علیہما السلام سے کونسا وہ نبی ہے جس کو اس کی آسمانی کتاب وغیرہ دلایل کے رو سے شفیع کہہ سکتے ہیں۔

(۴) ان دونوں مذہبوں عیسائیت اور اسلام میں سے کونسا وہ مذہب ہے جسکو ہم زندہ مذہب کہہ سکتے ہیں:۔

(۵) ان دونوں تعلیموں انجیلی تعلیم اور قرآنی تعلیم میں سے کونسی وہ تعلیم ہے جس کو ہم اعلیٰ اور تعلیم کہہ سکتے ہیں۔ اور تعلیم میں توحید اور تثلیث کی بحث بھی داخل ہے۔

یہ پانچ سوال ہیں جن میں بحث ہوگی۔ اس بحث کے لئے شرائط مندرجہ ذیل کی پابندی ضروری ہوگی:۔

۱۔ شرط اول یہ کہ ہر ایک امر کی بحث کے متعلق جو مندرجہ بالا پانچ نمبروں میں لکھے گئے ہیں۔ ایک ایک دن خرچ ہوگا یعنے یہ کہ کل بحث پانچ دن میں ختم ہوگی:۔

۲۔ شرط دوم یہ ہے کہ ہر ایک فریق کو اپنے اپنے بیان کے لئے پورے تین تین گھنٹے موقع دیا جائیگا۔ اور اس طرح پر ہر ایک دن کا جلسہ چھ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک پورا ہو جائیگا:۔

۳۔ سوم شرط یہ ہے کہ ہر ایک فریق محض اپنے نبی یا کتاب کی نسبت ثبوت دیگا۔ دوسرے فریق کے نبی یا کتاب کی نسبت حملہ کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایسا حملہ محض فضول اور بسا اوقات دلشکنی کا موجب ہوتا ہے۔ اور مقابلہ کرنے کے وقت پبلک کو خود معلوم ہو جائیگا کہ کس کا ثبوت قوی اور کس کا ثبوت ضعیف اور کمزور ہے۔ ہاں ہر ایک فریق کو اختیار ہوگا کہ حسب موقع پر حملہ کا احتمال ہے۔ ان احتمالی سوالات کا اپنے بیان میں آپ جواب دیدے۔

۴۔ بحث تحریری ہوگی۔ مگر تحریر کا یہ طریق ہوگا کہ ہر ایک فریق کیساتھ ایک کاتب ہوگا۔ وہ بولتا جائیگا۔ اور کاتب لکھتا جائیگا۔ اور ہر ایک کے پاس ایک ایسا شخص بھی ہوگا۔ کہ مضمون ختم ہونے کے بعد حاضرین کو سنا دیا کریگا۔ اور سنانے کے بعد ایک نقل اس کی بعد دستخط فریق مخالف کو دیجائے گی۔

۵۔ یہ بحث بمقام لاہور ہوگی۔ اور آپ کے اختیار میں رہیگا کہ جہاں چاہیں اس بحث کے لئے مجلس منعقد فرمالیں اور جیسا چاہیں مناسب انتظام کرلیں۔

۶۔ جب اس بحث کے دن ختم ہو جائیں گے تو دونوں فریق میں سے ایک فریق یا دونوں اس مضمون کو بصورت رسالہ چھاپ کر شایع کر دیں گے۔ اور کسی کے اختیار میں نہیں ہوگا۔ کہ اپنی طرف سے بعد میں کچھ ملائے۔

یہ شرائط ہیں جو ہم نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود سے منظور کرائے ہیں۔ اور چونکہ یہ شرائط بہت صاف اور سراسر انصاف پر مبنی ہیں۔ لہذا امید ہے کہ جناب بھی ان کو منظور فرما کر مطلع فرمائیں گے کہ ایسی بحث کے لئے کس تاریخ کس مہینے میں آپ طیار ہیں۔ ہم درخواست کنندوں کی طرف سے نہایت التجا اور ادب کے ساتھ یہ گذارش ہے کہ جناب حضور اس طریق بحث کو منظور فرمائیں اور ہم حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی عزت کا واسطہ جناب کی خدمت میں ڈال کر یہ عاجزانہ سوال کرتے ہیں اور جناب اس پیارے مقبول نبی کے نام پر ہماری یہ درخواست منظور فرما کر بذریعہ اشتہار مطبوعہ منظوری سے مطلع فرمائیں۔ اس درخواست میں کوئی فوق الطاقت یا بیہودہ امر نہیں اور طریق بحث سراسر مہذبانہ اور سراپا نیک نیتی اور طلب حق پر مبنی ہے اور بایں ہمہ جبکہ جناب جیسے ایک بزرگ صاحب مرتبہ کو حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی قسم دیگئی ہے تو اس لئے ہم سائلوں کو بکلی یقین ہے کہ جناب اس عاجزانہ درخواست کو گو کیسی ہی کم فرصتی ہو بہرحال بغیر کسی تنسیخ ترمیم کے نام کی عزت کے لئے ضرور منظور فرمائیں گے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ اگر ایسی منصفانہ درخواست ہم لوگوں سے حضرت مسیح کی عزت کا واسطہ درمیان لاکر کی جائے تو ہم سخت گناہ اور سوئے ادب سمجھیں گے کہ اس درخواست کو منظور نہ کریں تو پھر آپ کو تو حضرت مسیح علیہ السلام کی محبت کا دعویٰ ہے جس کے امتحان کا ہم غریبوں کو یہ پہلا موقع ہے۔ زیادہ کیا تکلیف دیں۔ صرف جواب کے منتظر ہیں اور جواب بنام مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل بی وکیل بمقام قادیان ضلع گورداسپور آنا چاہیئے۔ کیونکہ وہی اس مجلس کے سکرٹری ہیں اور درخواست کرنے والوں کے نام یہ ہیں (نام چھوڑ دیئے گئے ہیں) باقی آئندہ

درخواست دعا

شیخ محمد ابراہیم علی ناظرین الحکم سے بغداد سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب اپنے اس عزیز کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

خاکسار

(شیخ محمود احمد عرفانی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جب ضرورت ہو خدا کا نبی آنا چاہئیے

الفضل کی جلد پنجم میں خاکسار نے ایک مضمون بعنوان "کوئی نبی کیوں نہ آئے" چار نمبروں میں لکھا تھا جس میں ثابت کیا تھا کہ نبیوں کا آنا ہر ضرورت کے وقت لازمی اور ضروری ہے۔ اس مضمون کے مخاطب صحیح تو غیر احمدی تھے۔ لیکن وہ لوگ بالکل خاموش رہے۔ مگر اس سلسلہ مضامین کے خلاف اگر کوئی آواز بلند ہوئی تو وہ "پیغام صلح" کے ایڈیٹر صاحب کی تھی جسکا جواب انہی دنوں میں الفضل میں شائع ہو گیا تھا۔ اس وقت جو میں چند سطور حوالہ قلم کر رہا ہوں ان کا موضوع بحث بھی وہی ہے۔ جو اس سلسلہ مضامین کا تھا ہر ایک شخص کا طریق بحث جداگانہ اور شیوۂ استدلال نرالا ہوا کرتا ہے اور ایک ہی مسئلہ کے ماننے والے اپنے علم اور طریق پر اس مسئلہ کی تائید میں خامہ فرسائی کیا کرتے ہیں۔ اور یہ خیالات کی گوناگونی اور طریق استدلال کا تنوع مسائل میں عجیب عجیب دلچسپیوں کے پیدا کرنیکا موجب ہوتا ہے مسئلہ نبوت پر بہت کچھ لکھا گیا اور ہر زمانہ میں لکھا جائیگا۔ مجھکو اس مسئلہ کے متعلق مختصراً اپنے خیالات ظاہر کرنا ہے۔ ہمارے احباب نے منقولات سے ثابت کیا کہ نبوت کی ضرورت اور نبی مبعوث ہونے چاہئیں تورات اور انجیل کے معتقدوں پر اتمام حجت کیلئے انہی کی کتب سے حوالے پیش کئے گئے۔ قرآن شریف کے ماننے والوں کے لئے قرآنی آیات سے ثابت کیا گیا کہ نبیوں کے آنے کی ہر زمانہ میں ضرورت ہے احادیث پر جھک جانیوالوں کے لئے احادیث سے اثبات مدعا کیا گیا۔ لیکن اگر آپ مجھ سے پوچھئے تو میں صاف کہونگا کہ اگر تورات و انجیل اس مسئلہ پر لب کشائی نہ کریں۔ اور اگر قرآن مجید اور احادیث نبوی اس مسئلہ کے بارے میں عالم سکوت میں رہے اور منقولی طور پر کوئی روشنی اس مسئلہ پر نہ پڑتی کہ نبی آنے چاہئیں یا نہیں تو بھی کم از کم میری سمجھ میں یہ بات کبھی بھی نہ آتی کہ اب نبی کیوں نہ آئے۔ یا دروازہ نبوت بند ہو گیا اور آیندہ کے لئے دنیا کو نبیوں کے فیض صحبت سے محروم کر دیا گیا۔ اللہ مولیٰ ہے۔ اللہ رحمٰن ہے۔ رحیم ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے بلکہ مجھکو کہنے دیجئیے کہ خدا انسان پر اتنا مہربان ہے کہ جتنا انسان خود نہیں۔ انسان جبکہ شکم مادر میں ہوتا ہے۔ انسان ظلوم و جہول ہوتا ہے۔ انسان نا سمجھی اور تیرگی کے عالم میں ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں۔ خدا اور صرف خدا ہی انسان کی ربوبیت فرماتا ہے۔ اگر باور نہ ہو تو بتاؤ کہ کون ماں کے پیٹ میں انسان کو غذا کا سامان کرتا اور اوقات معینہ اور ضروریہ پر انسان کو غذا پہنچاتا اور جب وہ شئی مذکور نہ تھا اس وقت سے بڑھاتے بڑھاتے صحیح و سالم پیدا کرتا اور پروان چڑھاتا ہے۔ منکروں کی زبانیں انکار کریں مگر دل ضرور گواہی دیں گے ہاں دھڑکتے ہوئے دل ضرور پکار اٹھینگے کہ ہاں ہاں اس وقت ایک خدا ہی ہے جو انسان کی پرورش فرماتا ہے۔ پھر ہزاروں بلائیں ہیں۔ بیرونی بلاؤں کو چھوڑ دو انسان کے اندر ہی اس قسم کے زہریلے مادے موجود ہیں کہ اگر وہ حکیم مطلق اور وہ قادر توانا ذرا بھی ان کو اندازہ سے ادھر ادھر ہو جانے دے تو انسانی زندگی کا روشن چراغ ایک دم گل ہو جائے۔ بیرونی بلاؤں کو۔ درندوں کو اگر وہ نہ روکے اور وہی انسانی رعب ان خطرناک جانوروں کے دلوں میں نہ ڈالدے آپ خود ہی قیاس کر لیجئے کہ وہ جانور انسان کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کر ڈالیں۔ انسان اپنی زیست کے سامانوں کو زمین میں ڈال آتا ہے لیکن خدا اس کو پاک کرتا اور اس کی امید دل کو بر لاتا ہے۔ انسان سوتا ہے اور خدا کے فرشتے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ انسان جتنا پھرتا ہے اور خدائی ملائک اس پر سایہ اور اس کو اپنی حفاظت میں لئے ہوئے چلتے ہیں۔ پس ایسا خدا ہمارا خدا ہے کہ وہ ہمیں کسی بھی

حالت میں فراموش نہیں فرماتا اس سے کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ جسموں کو پالنے والا اور روح کو تڑپا تڑپا کے مار ڈالے اور روح کی کوئی خبر نہ لے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آسکتا کہ اب کیوں نبوت کے دروازے کو بند کر دیا جائے۔ مولوی کہتے ہیں کہ خدا نے ہم سے پہلوں کے لئے نبی بھیجے۔ پھر ایک دو نہیں ایک لاکھ کئی ہزار بھیجے۔ بھیجے ہوں گے۔ کسی کو ان نبیوں پر ایمان کیسے ہو سکتا ہے۔ کوئی پہلے نبیوں کو کیسے پہچان سکتا ہے اور پھر اگر کوئی لفظاً ان کو نبی مان بھی لے تو معناً مولوی صاحبان کے لئے ان کا نبی ہونا مشکل تریں اور ناممکن مطلق ہو جائے گا

اگر مولوی صاحبان اپنے خطبوں میں۔ اپنے درسوں میں اپنے مجالس وعظ میں اپنے ممبروں پر کھڑے ہو کر بن ٹھن کر اور گلے کو سنوار کر تجوید و ترتیل کے تمام قواعد کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ فرمائیں کہ "بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوۃ کا دروازہ کلیۃً بند کر دیا گیا ہے تو ان کو یقین کر لینا چاہیئے کہ اس سے وہ پہلے نبیوں کی نبوۃ پر پانی پھیر رہے ہیں۔ اگر انبیاء کے منکر کو پہلے انبیاء کی نبوۃ کا یقین دلانا ضروری ہے اگر قرآن پاک اس شرط کو ایمان کا جزو قرار دیتا ہے کہ وہ پہلے نبیوں کی نبوتوں کو مانے اور تسلیم کرے کہ پہلے کچھ لوگ ہوئے ہیں جن میں سے کچھ لوگوں کے وہ نام بھی بتاتا ہے کہ ان لوگوں پر خدا کا کلام نازل ہوا تھا جس سے وہ بگڑی ہوئی مخلوق کو راہ ہدایت بتاتے اور سیدھے رستے پر چلاتے تھے تو اس بیان کا یقین نہیں آسکتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس شرط پر ایمان نہیں لایا جا سکتا جب تک یہ تسلیم نہ کر لیا جائے۔ کہ ایسے لوگ اب بھی حسب ضرورت دنیا میں آسکتے ہیں اور ان پاک وجودوں کا آنا ممنوع نہیں ہوا۔ اگر پہلے بگڑنے والوں کی اصلاح کے لئے کبھی نبی آئے ہیں تو اب ان لوگوں کی تربیت کے لئے نبی مبعوث ہونے چاہئیں۔ جن میں ایک دو نہیں۔ پہلوں سے کم نہیں۔ بلکہ ان سے کہیں زیادہ عیوب موجود ہیں۔ اگر تم اب نبوۃ کے دروازہ کو بند کرتے ہو تو زبانی طور پر بند کر دو۔ تمہارے منہ میں زبان ہے۔ کون پکڑ سکتا ہے۔ لیکن اس سے تم کسی نیکی کے کام کے سرانجام دینے والے نہیں ہو گے۔ تمہارا یہ قول تمہارا یہ فعل گذر جانے والے انبیاء کی صداقت میں شکوک پیدا کر دیگا۔ اور منکرین انبیاء کو یقین دلا دیگا کہ جیسے اب نبی نہیں آسکتے پہلے بھی کبھی نبی نہیں آئے۔ جن کو یہ نبی کہتے ہیں وہ کبھی نبی نہ تھے۔ کیونکہ موتی کا وجود موتیوں کی دلیل ہوتا ہے اگر دنیا میں اب موتی ملتا ہے تو مانا جائیگا کہ پہلے بھی موتی ہوتے تھے۔ لیکن اگر اب موتی دستیاب نہیں ہوتا تو لولوئے عمان کی تعریف فضول ہے پس اگر نبی نہیں آسکتا تو مجبوراً ماننا پڑے گا کہ نبوۃ اور نبیوں کا وجود ایک عنقا چیز ہے کہ جیسے عنقا ایک فرضی جانور کا نام ہے نبوۃ بھی ویسی ہی ایک فرضی چیز ہے وگرنہ ہیچ۔

تمہارے اسی قول سے خدا پر الزام آتا ہے کہ جو خدا ... پہلے نبی مبعوث فرمایا کرتا تھا جس کے ذریعہ مخلوق کو اس برگزیدہ راہوں پر قدم مارا کرتی تھی تو اب وہ ہم سے کیوں ناراض ہے کہ ہمارے لئے نبی مبعوث نہیں فرماتا۔ اگر ہم غلطی پر ہیں۔ اگر اس کے خلاف منشاء چل رہے ہیں۔ اگر ہم نار کو نور اور زہر کو تریاق سمجھ رہے ہیں اگر ہم کعبہ کی بجائے ترکستان کی راہ پیمائی کر رہے ہیں۔ اگر رب العالمین کی بجائے الہ واحد کی بجائے۔ جھوٹے اور مصنوعی معبودوں کی پرستش میں مشغول ہیں تو اس سچے کا فرض ہے کہ وہ ہمارے لئے اپنا کوئی پیغمبر بھیجے۔ (باقی دارد)

حضور وائسرائے کی اپیل

اب ہندوستان کے لئے اس معاملہ پر غور کرنے کا وقت آگیا ہے کہ ان سپاہیوں کی بہترین امداد کس طرح کیجا سکتی ہے جنہوں نے جنگ میں اپنی جانیں لڑائیں۔ اور شدید مصائب کا سامنا کیا۔ ۱۲ ار نومبر کو جرمنی کے ساتھ عارضی صلح پر دستخط ہونے کی تقریب پر شملہ میں جو جلسہ ہوا تھا۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے میں نے یہ کہا تھا۔ ,, لیکن ہندوستان کی بابت کیا کہہ سکتے ہیں؟ اس نے اس جد وجہد میں بڑا اور اعلےٰ حصہ لیا ہے۔ وہ میدان جنگ میں جرمن عزائم کے دھاوے کو روکنے کے لئے پہلے شامل ہوا اور آخر تک رہا اس کی فوجوں نے بہت حد تک اس زلزلہ فگن حملے کو تقویت دی۔ جس نے فلسطین میں ہمارے دشمنوں کو بیخ و بن سے ہلادیا؛

اب ہمیں بھولنا نہیں چاہیئے کہ ہمیں ان بہادروں کی وجہ ہی سے فتح حاصل ہوئی ہے جو میدان جنگ میں شہید ہو چکے ہیں اور جنہوں نے شاندار قربانی کی۔ ہمیں خیال رکھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کا گزارہ انہی پر منحصر تھا۔ ان کی ضروریات کو پورا کریں ہماری فتح کا انحصار انہی پر تھا۔ جو جنگ میں مجروح۔ مقطوع الاعضا اور ماندہ ہو گئے ہیں ہمیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت نہ رہے۔ ہندوستان کا دل مصیبت زدوں کے لئے ہمدردی سے لبریز ہے اور میں جانتا ہوں کہ جب میں ان کی خاطر اپیل کرونگا۔ تو ہندوستان امداد دینے سے گریز نہیں کرے گا؛

گورنمنٹ آف انڈیا نے جنگ کے مصیبت زدوں کی امداد کرنے میں انتہائی کوشش کی ہے۔ ابتدائے جنگ میں اس نے ہندوستانی سپاہیوں کے زخمیوں کی پنشنوں اور متوفی سپاہیوں کے وارثوں کی پنشنوں میں معتدبہ اضافہ کیا ہے۔ سپاہیوں کے بچوں کی تعلیم کے واسطے بھی سہولتیں عطیہ کی گئی ہیں۔ لیکن یہ امر واضح رہے کہ گورنمنٹ کی امداد صرف ضوابط و قواعد کے حدود کے اندر دی جاسکتی ہے ان قواعد پر کاربند ہوتے ہوئے جو پبلک روپیہ کے تحفظ کے لئے لازمی ہیں۔ گورنمنٹ وظیفہ خواروں کے مختلف خانگی معاملات کا بخوبی لحاظ نہیں کرسکتی۔ اگرچہ کسی مالی رقم کا عطیہ کسی مصیبت زدہ خاندان کے لئے اس کے روٹی کمانیوالے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا اور نہ زخمی سپاہی کے لئے آنکھ یا کسی عضو کے نقصان کی تلافی کرسکتا ہے تاہم مجھے اعتماد ہے کہ ہندوستان میں ہزاروں آدمی اس بات کے آرزومند ہیں کہ وہ اپنے جذبات شکر گزاری کو مادی صورت میں منتقل کریں۔ کیونکہ انہوں نے نہ صرف جنگ کی مصیبتوں سے بلکہ ان ہولناک خطرات سے مخلصی حاصل کی ہے۔ جو آزادی عالم میں مخل ہوئے تھے ساتھ ہی وہ ان بہادروں کا شکریہ ادا کرنا چاہتے۔ جن کی کوشش اور کاوش سے یہ مخلصی نصیب ہوئی ہے۔ اس کا بہترین طریق یہی ہو سکتا ہے کہ امپریل ریلیف فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیں۔ کیونکہ اس فنڈ سے مدعا یہ ہے کہ سلطنت برطانیہ کی خاطر لڑنے والوں اور شہیدان جنگ کے وارثوں پر جو بار گراں آن پڑا ہے اسے ہلکا کیا جائے

امپیریل انڈین ریلیف فنڈ کی کمیٹی نے جس کا پریسیڈنٹ میں ہوں۔ اس بارہ میں خوب غور کیا ہے کہ دوران جنگ میں جن مختلف جماعتوں کو مصائب کا سامنا ہوا ہے ان کی بہترین امداد کس طرح ہو سکتی ہم نے اپنے حسب دل

کے قابل قدر صلاح و مشورہ سے ایک سکیم مرتب کی ہے جس سے ہر جماعت اور اس کے ہر فرد کو اس کی ضروریات کے لحاظ سے امداد پہنچ سکے گی ہماری سکیم میں حسب ذیل اشخاص کی امداد کا خیال رکھا گیا ہے۔

(الف) تمام ہندوستانی افسر۔ غیر کمیشن یافتہ افسر اور سپاہی اور شاگرد پیشہ جو میدان جنگ میں زخمی ہونے کی وجہ سے فوج سے علیحدہ ہو گئے ہوں۔ نیز مقتولین جنگ کے متعلقین اور بیوگان ؛

(ب) ہندوستانی فوج اور آرمی ریزرو کے برطانوی افسروں کی بیوگان اور متعلقین جو مفلوک الحال ہو گئے ہوں۔ نیز دیگر خاص یورپین صیغوں کے ممبر۔

کمیٹی کا خیال ہے کہ اول الذکر اشخاص کی بہترین امداد پنشنوں میں تھوڑا اضافہ کرنے کی بجائے یکمشت رقوم دینے سے ہو سکتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ سرمایۂ حاضرہ کو اگر معقول طریقہ پر تجارت میں صرف کیا جائے۔ تو وارثوں کے ذریعہ معاش میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اور اس طریق سے افزونی آمدنی ان کی اقتصادی حالت کو محفوظ بنا سکتی ہے۔ اور یہ حالت سرکاری پنشن میں اضافہ کرنے سے معرض ظہور میں نہیں آ سکتی ؛

عوام الناس کی فیاضی نے امدادی فنڈ کو اس قابل بنا دیا ہے کہ دوران جنگ میں اس سے عارضی امداد کافی پیمانہ پر دی جا چکی ہے۔ اس طرح پر تقریباً ۸۳ لاکھ روپیہ کی رقم خطیر صرف ہو چکی ہے۔ اور اس وقت مرکزی انجمن کے ہاتھ میں کچھ کم ۸۰ لاکھ روپیہ موجود ہے ؛

ہم نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ ہماری سکیم کو عملی صورت میں لانے کے لئے ایک کروڑ کی نئی رقم کی ضرورت ہے۔ یہ ایک بھاری رقم ہے۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ ہندوستان کا ہمدرد دل اس آواز کے جواب میں جو ہیں اس کے سپاہیوں کی طرف سے بلند کر رہا ہوں ضرور حرکت میں آئے گا ؛

اس فنڈ سے جو امداد دی گئی ہے اس میں کسی قوم یا ملت کی تمیز و تخصیص نہیں کی گئی۔ شروع ہی سے اس کا مقصد اس مصیبت کو کم کرنے کا رہا ہے۔ جو جنگ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ ایک ایسا مقصد ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کے شہریوں کی ہمدردی کو اکسائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور میں ہندوستان کے والیان ریاست اور عوام الناس سے کامل اعتماد کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ اس فنڈ میں فیاضی سے روپیہ دیں۔ اور ثابت کریں۔ کہ اب جبکہ فتح حاصل ہوئی اور امن ہو گیا ہے وہ ان لوگوں کے حقوق سے بے خبر نہیں ہیں۔ جنہوں نے خدا کے سایہ میں اپنی جان کی قربانی سے ہمیں اس فتحیابی میں امداد دی ہے اور امن کی برکتوں کو ہمارے لئے امر یقینی بنا دیا ہے ؛